پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی

نبی اکرمؐ بحیثیت حکم وقاضی

فلا و ربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم
لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما

''پس اے نبی آپ کے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سرتسلیم خم کرلیں۔''

مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہونے کیساتھ ہی مسلمانوں کے باہمی نزاعات نیز ریاست میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کے سلسلہ میں ایک مربوط نظام عدل یا نظام قضاء کی اشد ضرورت تھی، چنانچہ ابتداء میں سرکار دو عالمؐ نے خود منصب قضاء سنبھالا اور اللہ رب العزت نے آپ کی زبردست تائید ونصرت فرمائی متذکرہ بالا آیت طیبہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اسلام سے قبل یا زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ تنازعات کا فیصلہ طے کرنے کیلئے فریقین کسی کو اپنا حکم بنا لیتے اور اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے، پھر اگر حکم کا فیصلہ فریقین میں سے کسی کیلئے قابل قبول نہ ہوتا تو وہ کسی اور کو حکم بناتا، اگر اس کا فیصلہ بھی منظور نہ ہوتا تو کسی تیسرے شخص کو حکم بنایا جاتا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا۔ تا آنکہ فریقین کسی ایسے حکم کی تلاش وجستجو میں رہتے جس کا فیصلہ دونوں کیلئے قابل قبول ہو۔ یوں یہ طریقہ کار عہد رسالت تک جاری رہا۔ (۲) العجلانی کہتے ہیں۔''شروع شروع میں لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ پنچایت کے طریقہ سے کرتے تھے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت ہی سے سیکھ رکھا تھا اور پنچ کا فیصلہ ماننے یا رد کرنے میں وہ آزاد تھے یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اپنا کیس نبی اکرم کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن آپ کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا۔ چنانچہ یہ آیت طیبہ نازل ہوئی......فلا و ربك لا یومنون ......الخ''(۳)

بعض تاریخی روایات بھی اس امر کی مصدق ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے، ابن ابی حاتم نے ابوالاسود سے، مرسلاً، نیز بغوی نے کلبی کا قول بواسطہ ابوصالح ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی سے ایک منافق (بشر) کا کچھ جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے فیصلہ کرانے کیلئے جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت دی اور منافق

نے سردار یہود کعب بن اشرف سے فیصلہ کرانے کیلئے یہودی سے خواہش ظاہر کی۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کیا اور جناب رسول اللہؐ سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی نبی اکرمؐ کی طرف آنا پڑا۔ غرض دونوں خدمت گرامی میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرمؐ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ جب دونوں (فریقین) اٹھ کر باہر چلے تو منافق یہودی سے چمٹ گیا اور کہا کہ فیصلہ کیلئے حضرت عمر کے پاس چلو۔ دونوں حضرت عمر کے پاس پہنچے۔ یہودی نے بیان کیا کہ ہم دونوں اپنا معاملہ لیکر حضورؐ کے پاس گئے تھے اور آپؐ نے میرے حق میں فیصلہ دیا۔ لیکن یہ اس فیصلہ پر راضی نہیں۔ حضرت عمر نے منافق سے پوچھا کہ کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں حضرت عمر نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں ابھی (اندر جا کر واپس) آتا ہوں چنانچہ آپ گھر میں داخل ہوئے اور تلوار لئے ہوئے برآمد ہوئے پھر فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔ (۴)

نبی اکرمؐ کے منصب قضاء سنبھالنے اور تائید الٰہی آجانے کے بعد زمانہ جاہلیت کا وہ رواج ختم ہو گیا کہ ایک قاضی یا حکم کا فیصلہ منظور نہ ہو تو دوسرے اور تیسرے کے پاس جا کر مقدمہ پیش کیا جائے اور جب تک من مرضی کا فیصلہ نہ ہو حکم بنانے اور حکم نہ ماننے کا سلسلہ جاری رہے چنانچہ اسلامی ریاست کے قیام کیساتھ ہی ریاست کے باشندوں پر لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنے تنازعات کا فیصلہ بارگاہ نبوی سے کرائیں اور پھر جو فیصلہ اس عدالت عظمٰی سے صادر ہو اسکے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے بامر الٰہی نظام حدود و تعزیرات کو جاری فرمایا اور اپنی زندگی میں حدود و تعزیرات سے متعلق کئی فیصلے صادر فرمائے۔ ان تمام فیصلوں کی مکمل تفصیلات اس مضمون میں نہیں سما سکتیں لہٰذا سر دست ہم صرف چند ایسے فیصلوں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق جرائم حدود سے ہے اور دیگر مقدمات کے فیصلوں کا ذکر انشاء اللہ آئندہ کسی نشست میں ہوگا۔

مقدمات زنا

۱۔　موطا امام مالک میں زانی محصن کو عہد رسالت میں رجم کرنے کے سلسلہ میں ایک روایت اس طرح ہے

''حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے اسکا ذکر میرے علاوہ کسی اور سے بھی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور اس واقعہ کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ مگر اس شخص کو اس کے دل نے چین سے نہ بیٹھنے دیا وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کچھ کہا جسکا ذکر وہ حضرت ابوبکر سے کر چکا تھا حضرت فاروق اعظم نے بھی حضرت صدیق کیطرح مشورہ دیا لیکن وہ شخص پھر بھی مطمئن نہ ہوا بالآخر وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ میں نے زنا کیا ہے حضرت سعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اس شخص سے تین بار رخ پھیر لیا لیکن وہ وہی بات دہراتا رہا تا آنکہ رسول اللہؐ نے ایک شخص کو اسکے گھر بھیجا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کہیں کسی مرض یا جنون میں مبتلا تو نہیں گھر والوں نے کہا کہ وہ تو بالکل صحت مند ہے پھر نبی اکرمؐ

نے اس سے پوچھا کہ تو شادی شدہ ہے یا کنوارا؟ اس نے کہا کہ وہ شادی شدہ ہے پھر آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔"(۵)

۲۔ زانی محصین کو رجم کی سزا دینے کا ایک واقعہ/صحیح بخاری میں زانی محسن کو رجم کی سزا دئے جانے کا ایک اور واقعہ یوں مذکور ہے۔

"صحیح بخاری میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص نبیؐ کے پاس آیا اور اس نے اعتراف زنا کرلیا تو آپ نے پوچھا "ابک جنون؟" کیا تجھے جنون کا مرض لاحق ہے۔اس نے عرض کیا نہیں۔آپ نے پھر سوال کیا کہ "تو شادی شدہ ہے؟" اس نے کہاہاں جب یہ تمام مراحل طے ہوچکے تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا جب اس پر پتھروں کی بارش ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا مگر اس پر مسلسل پتھر برسائے گئے۔یہاں تک کہ وہ مرگیا۔

اس موقع پر نبیؐ نے اس کے حق میں کلمہ خیر کہا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ابن جریج اور یونس نے جو رویت امام زہری سے کی ہے اس میں نماز جنازہ کا ذکر نہیں کیا"(۶)

جبکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ "اس واقعہ سے دو تین دن بعد لوگ ایک جگہ جمع تھے کہ رسول اللہؐ تشریف لائے۔آپ نے فرمایا کہ ماعز بن مالک کیلئے بخشش کی دعا کرو،صحابہ کرام نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے۔آپ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک جماعت پر تقسیم کردیا جائے تو یہ اس کیلئے کافی ہوگی۔سنن ابی داؤد میں ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطہ زن ہے"(۷)

۳۔ موطا امام مالک میں ایک زانیہ کو حد لگائے جانے کا واقعہ اس طرح مذکور ہے۔"یعقوب بن زین بن طلحہ کی روایت ہے کہ ان کے والد زید بن طلحہ نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ وہ زنا سے حاملہ ہے۔آپ نے فرمایا کہ بچے کی ولادت کے بعد آنا۔چنانچہ وضع حمل کے بعد وہ پھر آئی۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "جاؤ" اسے دودھ پلاؤ اور مدت رضاعت پوری کرنے کے بعد آنا،تیسری بار وہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ کسی کی کفالت میں دینا ضروری ہے جب وہ بچے کو کسی کے سپرد کرکے آئی تو آپ نے رجم کا حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔"(۸)

صحیح مسلم کی روایت میں مندرجہ ذیل کلمات کے اضافہ کیساتھ مذکورہ بالا روایت ہے۔

"یعنی نبی اکرم کے حکم سے اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔اس کے بعد اسے رجم کیا گیا۔آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ آپ ایک زانیہ کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کردیا جائے تو ان کی بخشش کیلئے کافی ہو۔اس سے بہتر توبہ کیا ہوسکتی ہے۔کہ اس نے اپنے آپ کو خدائے بزرگ و برتر کے حوالہ کردیا"(۹)

یہ روایت متعدد طرق سے مرسلا مروی ہے، محدثین کرام کے ہاں بھی مشہور ہے۔ ابو داؤد میں عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ یہ عورت جھینہ قبیلہ سے تھی۔ صحیح مسلم کے مطابق یہ غامدیہ قبیلہ سے تھی جو جھینہ قبیلہ کی ایک شاخ کا نام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی اکرمؐ خود بھی اس عورت کے رجم کئے جانے کے وقت حاضر تھے آپ نے چنے کے دانے کے برابر ایک کنکر اس پر پھینکا پھر فرمایا ارموا وایا کم و جھھا اس وقت حضور اپنے خچر پر سوار تھے۔ ''جناب رسول اللہؐ خود بھی رجم کے وقت موجود تھے اور آپ نے بھی پتھر سے اسے مارا جو کہ چنے کے دانے کے برابر تھا آپؐ اسوقت خچر پر سوار تھے اور آپ نے فرمایا خبردار اس کے چہرہ کو بچا کر مارنا'' (۱۰)

سنن ابی داؤد میں زکریا بن سلیم کی سند کیساتھ ہے جس میں یہ زائد عبارت موجود ہے کہ آپ نے اسے چنے کے دانے کے برابر کنکری ماری اور فرمایا اسے پتھر مارو لیکن چہرے سے احتراز کرنا۔ پھر جب اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تو اسے نکال کر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱۱)

۴۔ موطا امام مالک میں ایک یہودی جوڑے کو رجم کرنے کا واقعہ اس طرح ہے۔ ''نافع عبداللہ بن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ چند یہودی نبی اکرمؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ انکے ہاں ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے آپ نے پوچھا تورات میں زنا کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم انکو ذلیل ورسوا کرتے اور کوڑے لگاتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن سلام وہاں موجود تھے انہوں نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تورات میں زنا کی سزا رجم ہے۔ یہودی تورات لائے اور متعلقہ حصہ پڑھنا شروع کیا لیکن ایک شخص نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اسکے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ زانی کی سزا رجم ہے چنانچہ اس یہودی جوڑے کو آپ کے حکم سے رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ مرد اس عورت پر جھک کر اسے پتھروں سے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ امام مالک کا قول ہے یجنی علیھا یعنی مرد عورت پر جھکتا تھا تا کہ وہ پتھروں سے محفوظ رہے''۔ (۱۲)

سنن ابوداؤد میں بھی روایت قدرے اختلاف کے ساتھ یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ''چند یہودی ایک زانی مرد اور عورت کو لیکر آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنے دو سب سے بڑے عالم میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ صوریا کے دو بیٹے حضور کے پاس لائے۔ آپ نے انہیں قسم دیکر پوچھا کہ تورات میں زنا کی سزا کیا ہے انہوں نے کہا کہ تورات میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آدمی زنا کے وقوع پذیر ہونے کی شہادت اس طرح دیں کہ ہم نے مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو دونوں کو رجم کیا جائیگا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ پھر تم انہیں رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا اقتدار ختم ہو گیا اور ہم قتل کو ناپسند کرنے لگے ہیں۔ رسول اللہؐ نے گواہ طلب کئے۔

چار گواہ آئے اور انہوں نے گواہی دی تو حضور نے رجم کا حکم دیا''۔

اور کہا جاتا ہے کہ مجاہد غیر مقبول الحدیث ہیں، نبی اکرمؐ نے اس جوڑے کو یہود کی شہادت کے بغیر رجم کیا تھا یا تو وحی کی بناء پر یا دو مسلمانوں کی گواہی کی بنا پر یا ان دونوں ملزموں کے اقرار جرم کی بناء پر (۱۳)

۵۔ موطا امام مالک میں ایک زانی وزانیہ کو حد لگائے جانے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ''ابو ہریرۃ اور زین بن خالد الجھنی سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا آنخضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ ایک نے کہا اے خدا کے رسول ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے، دوسرے نے جو سمجھدار تھا کہا ہاں یا رسول اللہ کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرمایئے اور مجھے اصل واقعہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ نبی اکرمؐ نے اس شخص سے فرمایا کہ بات کرو، اس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا اس نے اسکی بیوی سے زنا کیا اس شخص نے مجھے کہا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائیگا۔ میں نے بطور فدیہ سو بکریاں اور ایک لونڈی پیش کی لیکن میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ملے گی۔ اور عورت کو رجم کیا جائیگا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا خدا کی قسم میں تمھارے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ سنو! تیری لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کی جائیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوگی۔ آپ نے انیس اسلمی کو دوسرے شخص کی بیوی کے پاس بھیجا کہ اگر وہ اعتراف جرم کرلے تو اسے رجم کیا جائے چنانچہ اسکے اعتراف پر اسے رجم کیا گیا'' (۱۴)

۶۔ موطا امام مالک ہی میں ایک روایت ایک زانی کو کوڑوں کے سزا دئے جانے کے بارے میں اس طرح ہے۔ ''زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کے مبارک دور میں ایک شخص نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس کیلئے کوڑا منگوایا۔ چنانچہ ایک ٹوٹا ہوا کوڑا آپ کو پیش کیا گیا آپ نے فرمایا اس سے مضبوط لاؤ، اسی وقت بالکل ایک نیا کوڑا لایا گیا جس کی اطراف ابھی تک گھسی نہیں تھیں۔ حضور نے فرمایا اس سے کم تر درجہ کا کوڑا لیکر آؤ پھر ایک ایسا کوڑا لایا گیا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور وہ نرم تھا۔ تب اس شخص کو آپکے حکم سے کوڑے لگائے گئے۔ اس موقع پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! وقت آگیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے باز رہو۔ اگر کوئی شخص اس گندگی میں ملوث ہو جائے تو وہ اپنی اس برائی کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ اللہ نے اسکی پردہ پوشی کی اور جو شخص اپنے آپکو ہمارے حوالے کردیگا اسے اللہ کی کتاب کیمطابق سزا دی جائیگی۔ (۱۵)

۷۔ سنن بیہقی اور دار قطنی کی ایک روایت زانی کو کوڑا لگانے کی اسطرح ہے۔

''سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے دور میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوگئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ کس نے تمہیں حاملہ کیا؟ اس نے کہا ایک معذور شخص نے' اس معذور شخص سے پوچھا گیا تو اس نے اعتراف جرم کرلیا، حضور نے فرمایا کہ وہ تو اتنا کمزور ہے کہ کوڑوں کا متحمل نہیں ہوسکتا پھر آپ نے اسے کھجور کے ایسے گچھے سے مارنے کا حکم دیا جس میں تقریباً سو شاخیں ہوں'' (۱۶)

مقدمات قذف

سننِ نسائی میں حد قذف نافذ کیے جانے کا ذکر ملتا ہے روایت حسب ذیل ہے۔

''ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری براءت نازل ہوئی تو نبیؐ منبر پر چڑھے اور آپ نے متعلقہ آیات کی تلاوت کی۔ پھر آپ منبر سے اترے اور دو مردوں اور ایک عورت کو قذف کی سزا کا حکم دیا۔ چنانچہ ان پر حد لگائی گئی'' (۱۷)

مقدمات سرقہ (چوری)

۱۔ اسلام میں سب سے پہلے جس شخص پر حد سرقہ جاری کی گئی وہ خیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف ہے اور عورتوں میں جس پر حد جاری ہوئی وہ بنو مخزوم کی ایک عورت مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اسلام میں مردوں میں سب سے پہلے جسکا ہاتھ کاٹا گیا وہ خیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھا اور عورتوں میں سب سے پہلے جسکا ہاتھ کاٹا گیا وہ مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد ہے۔ جن کا تعلق بنی مخزوم سے تھا۔ (۱۸) ''نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی اکرم نے ایک ڈھال کی چوری کی سزا میں جس کی قیمت تین درھم تھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا'' (۱۹)

۲۔ موطا امام مالک میں نفاذ حد سرقہ کے سلسلہ میں ایک نظیر اس طرح ملتی ہے۔

''عبد اللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ کو حضور کے اس ارشاد کا علم ہوا کہ جس نے ہجرت نہ کی وہ ہلاک ہوا تو وہ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آئے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر مسجد میں سو گئے۔ اسی اثناء میں ایک چور مسجد میں داخل ہوا اور اس نے چادر اپنے قبضے میں لے لی۔ حضرت صفوان نے اسے پکڑ لیا اور نبی اکرمؐ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور نے پورا واقعہ سننے کے بعد اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا میں اسے معاف کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس آنے سے قبل تم نے اسے کیوں معاف نہ کر دیا'' (۲۰)

۳۔ بخاری و مسلم میں حد سرقہ کے سلسلہ میں ایک روایت حسب ذیل ہے۔

''بنو مخزوم کی ایک خاتون کے معاملہ نے سنگینی اختیار کر لی جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا اس پر قریش پریشان ہوئے اور باہم مشورہ سے حضرت اسامہ کو نبی اکرمؐ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا کیونکہ حضور کو ان سے بڑی محبت تھی اور وہی اس طرح کی بات کرنے کی جراءت کر سکتے تھے۔ چنانچہ اسامہ نے آپ سے بات کی اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا کیا تو حدود الٰہیہ کے بارے میں سفارش کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت اسامہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعاء کیجئے۔ عشاء کے وقت نبی اکرمؐ منبر پر چڑھے اور خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی اور فرمایا امابعد! تم سے پہلے بہت سے لوگ محض اس وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی بااثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن جب یہی جرم کمزوروں سے سرزد ہوتا تو ان پر حد قائم کی جاتی۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا اور اس مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا''۔ (۲۱)

۴۔ مصنف عبدالرزاق میں ایک غلام کو حد سرقہ لگائے جانے کا بیان اس طرح ہے۔

''(نبی اکرمؐ کی خدمت میں ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی وہ چار مرتبہ لایا گیا اور آپ نے ہر بار اُسے چھوڑ دیا۔ جب پانچویں بار اس جرم میں اسے پیش کیا گیا تو اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چھٹی بار پھر اس نے چوری کی تو اسکا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ ساتویں بار اس جرم کی پاداش میں اسکا دوسرا ہاتھ اور آٹھویں بار اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا)(۲۲)

۵۔ عادی چور کو سزا دیئے جانے کے بارے میں ایک روایت اس طرح ہے۔

''نبی اکرمؐ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کردو، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے صرف چوری کی ہے تو آپ نے اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اسکے بعد ایک اور چور چوری کے جرم میں آپ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے فرمایا اسے قتل کردو، صحابہ نے وضاحت کی کہ اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپ نے قطع ید کا حکم دیا۔ چنانچہ عادی چور ہونے کی بناء پر اس کے چاروں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اس کے بعد اسی شخص نے اپنے منہ کے ذریعہ چوری کی اور پکڑا گیا اسے حضرت ابوبکر کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا''(۲۳)

۶۔ دارقطنی میں ایک روایت بچے چرانے (اغوا کرنے والے) شخص پر حد جاری کرنے کے بارے میں یوں مذکور ہے۔---''مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا تو اسکے پاس ایک شخص لایا گیا جو بچوں کو اغواء کرکے انہیں کسی دور دراز علاقہ میں فروخت کرتا تھا۔ مروان نے ممتاز فقہاء اور علماء مدینہ سے مشورہ کیا تو حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جو بچے اغوا کرکے کسی دور دراز مقام پر لے جاکر فروخت کیا کرتا تھا۔ آپ نے اسکا ہاتھ کاٹا، چنانچہ مروان نے بھی آپکے فیصلے کی روشنی میں اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا''۔ (۲۴)

مقدمات حرابہ (ڈکیتی)

حضرت انس بن مالک کی بیان کردہ روایت سے عہد رسالت میں نفاذ حد حرابہ کا پتہ) چلتا ہے روایت کے الفاظ صحیح مسلم میں یوں ہیں۔ ''حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ عرینہ کے کچھ لوگ نبی اکرمؐ کے پاس آئے۔ انہیں مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی۔ رسول اللہؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں جار ہو اور انکا دودھ اور پیشاب پیو، انہوں نے اسی طرح کیا اور تندرست ہوگئے پھر انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں پر حملہ کردیا اور انکو قتل کردیا اور دین اسلام سے مرتد ہوکر رسول اللہؐ کے اونٹوں کو بھگا کرلے گئے۔ نبی اکرمؐ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا۔ چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے، آپ نے انکے ہاتھ اور پاؤں کٹوادیئے اور

انکی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں اور انکو تپتے ہوئے میدان میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے‘‘۔ (۲۵)

مقدمات شرب خمر (مے نوشی)

۱۔ عہد رسالت میں مے نوشی کو حد لگائے جانے کے واقعات ملتے ہیں۔ ذیل میں چند واقعات بطور نظیر پیش کیئے جاتے ہیں۔ ’’انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ چنانچہ آپ نے دو چھڑیوں سے اسے چالیس بار مارا، حضرت ابوبکر نے بھی اپنے دور میں ایسی ہی سزا دی۔ جب حضرت عمر کا دور آیا تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ کم از کم مقدار اسی (۸۰) کوڑے ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی کو قائم اور مقرر فرمایا۔‘‘ (۲۶)

۲۔ ایک اور روایت نفاذ حد شرب خمر کے سلسلہ میں یوں ہے۔

’’حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا، پھر حضرت ابو بکرؓ کے دور میں چالیس کوڑے لگائے جاتے۔ حضرت عمر نے اپنے دور میں مشورہ کیا کہ مے نوشی کی سزا کیا ہونی چاہیے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا حدود کی کم از کم مقدار کے برابر مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپ نے اسی (۸۰) کوڑے مقرر کیئے۔‘‘ (۲۷)

۳۔ مصنف عبدالرزاق کی روایت کے مطابق نبی اکرمؐ نے اسی کوڑے حد شرب خمر جاری فرمائی۔ عن الحسن ان النبی ﷺ ضرب فی الخمر ثمانین ۔ (۲۸) ’’حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبی نے شراب نوشی پر اسی (۸۰) کوڑے مارے‘‘۔

۴۔ کتاب الاثار میں امام محمد نے ایک شرابی کا حد شرب خمر لگائے جانے کا واقعہ یوں لکھا ہے۔

’’عبدالکریم بن ابی المخارق بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کے پاس ایک مخمور شخص لایا گیا، آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے جوتوں سے ماریں، اس وقت وہ چالیس تھے ہر شخص نے اس مخمور کو دو دو جوتے مارے‘‘۔ (۲۹)

۵۔ امام بخاری نے ایک روایت نفاذ حد شرب خمر سے متعلق یوں بیان کی ہے:

’’عبداللہبن ابی ملیکہ نے عقبہ بن حراث سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعیمان یا نعیمان کے بیٹے کو نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ یہ بات آپ پر گراں گزری اور جو لوگ اس وقت گھر میں تھے انہیں آپ نے حکم فرمایا کہ اسے ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے اسے چھڑیوں سے اور جوتوں سے مارا اور میں بھی مارنے والوں میں شامل تھا‘‘۔ (۳۰)

۶۔ حضرت ابو ہریرۃ کے حوالے سے بخاری کی ایک روایت نفاذ حد شرب خمر کے بارے میں یوں ہے۔

’’حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی پٹائی کرو۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے مارتا تھا کوئی اپنے

جوتے سے اور کوئی کپڑے سے اسے مارتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا اللہ نے تجھے ذلیل کیا، حضور نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو اور اس پر شیطان کی مدد نہ کرو"(۳۱)

۷۔ مے خوار کو کوڑے لگانے کا ایک واقعہ صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطاب کے حوالہ سے یوں مروی ہے۔

"حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ ایک شخص کو نبی اکرمؐ کے دور میں آپ کے پاس لایا گیا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ یہ نبیؐ کو ہنسایا کرتا تھا۔ اسے حضور نے کوڑے لگوائے کیونکہ اس نے ایک روز شراب پی۔ چنانچہ آپ نے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا جب کوڑے لگائے گئے تو ایک شخص نے کہا اے اللہ لعنت، اسے کتنی دفعہ لایا گیا مگر نبی اکرمؐ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے"۔(۳۲)

نبی اکرمؐ خود تو مدینہ طیبہ میں مقدمات کی سماعت فرماتے اور دیگر اطراف واکناف وریاست اسلامی میں آپ نے قاضی مقرر فرمائے جو ابتدائی سماعت کیا کرتے اور ضرورت محسوس ہوتی تو مقدمات کو مدینہ کی عدالت عظمیٰ میں منتقل کر دیتے۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ نے بعض صحابہ کو قاضی وحکم مقرر فرمایا ذیل میں چند معروف قاضیوں کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔

عہد رسالت کے قاضی

۱۔ حضرت علی	۲۔ حضرت معاذ بن جبل	۳۔ حضرت العلاء بن الحضروی
۴۔ حضرت معقل بن یسار	۵۔ حضرت عمرو بن العاص	۶۔ حضرت عقبہ بن عامر
۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان	۸۔ حضرت عتاب بن اسید	۹۔ حضرت دحیہ کلبی
۱۰۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری	۱۱۔ حضرت عمر بن الخطاب	۱۲۔ حضرت ابی بن کعب
۱۳۔ حضرت زید بن ثابت	۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود	

مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ وہ نبی رحمت جو رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے۔ کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو رب ذوالجلال کی شان جلالت کا مظہر بن جاتے اور کسی ایسے شخص کیساتھ نرمی نہ برتتے جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا ہوتا۔ آپ کی یہ سختی مظلوم کے حق میں رحمت ثابت ہوتی کہ اسے انصاف مل جاتا۔ تاریخ نے نبی اکرمؐ جیسا حکم، مہربان، عادل اور انصاف پسند حکم اور قاضی شاید ہی کہیں دکھا ہو۔

﴿ حواشی ﴾

۱۔ القرآن، النساء، ۶۵　　۲۔ محمد شہیر ارسلان، القضاء والقضاۃ، ص ۶۰۔

۳۔ منیر الجلانی، عبقریۃ الاسلام فی عہد الحکم، (دمشق، جامعۃ دمشق، سند ندارد) ص ۴۳۷۔

۴۔ ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، (کوئٹہ بلوچستان بک ڈپو، ۱۳۰۶ھ/۱۹۸۶) ج ۳، ص ۱۵۳، (سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴)

۵۔ مالک بن انس بن مالک، موطا الامام مالک، ج ۲، ص ۱۶۵ کتاب الحدود باب فی الرجم۔

۶۔ بخاری، الصحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الرجم بالمصلی،　۷۔ مسلم صحیح المسلم، کتاب ۲۹ حدیث ۸۲۴۔

۸۔ مالک بن انس بن مالک موطا الامام مالک، کتاب الحدود باب فی الرجم، ص ۱۶۶ نیز مسلم، کتاب ۲۹ حدیث ۲۴۔
وابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب ۳۷، باب ۲۴ وترمذی، سنن الترمذی، کتاب ۱۵، باب ۹۔

۹۔ مسلم، صحیح مسلم، ج ۳، ص ۳۲۳ (کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنا)

۱۰۔ نسائی، ابوعبدالرحمان، احمد بن اشعث، سنن نسائی، (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت وکتب، سنن ندارد)
ج ۴، ص ۶۳، کتاب الجائز، باب الصلوۃ علی المرجوم　۱۱۔ ابوداؤد بحستانی، سنن ابوداؤد، ج ۴، ص ۵۲۔

۱۲۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲، ص ۱۶۵، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم، نیز،
الشیبانی، محمد بن حسن، موطا امام محمد (لاہور، مسلم اکادمی، محمد نگر ۱۴۰۶ھ، نومبر ۱۹۸۵ء) ص ۳۶۹، حدیث ۶۹۱

۱۳۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، ج ۳، ص ۱۵۶، کتاب الحدود، باب رجم الیہودین۔

۱۴۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲، ص ۱۶۷، کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔

۱۵۔ ایضاً ص ۱۶۹، کتاب الحدود باب ماجاء فیمن اعترف علی نفسہ بالزنا

۱۶۔ البیہقی، السنن الکبری للبیہقی، ج ۸، ص ۲۳، کتاب الحدود، باب الضریر فی خلقہ لا من مرض تصیب الحد

۱۷۔ نسائی، السنن للنسائی　۱۸۔ قرطبی، ج ۶، ص ۱۶، نیز جواد علی، اول من قطع......

۱۹۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲، ص ۱۷۴، کتاب الحدود باب مایجب فیہ انقطع، نیز موطا امام محمد، ص ۳۶۳، حدیث ۶۸۳۔　۲۰۔ ایضاً کتاب الحدود باب ترک الشفاعۃ للسارق اذا بلغ السلطان، نیز، ابوداؤد، ج ۴، ص ۳۶۲، حدیث ۶۸۲۔
وموطا امام محمد، ص ۳۶۲، حدیث ۶۸۲، وبخاری، ج ۳، ص ۶۵۵

۲۱۔ بخاری، صحیح بخاری کتاب الحدود، باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحدود اذا رفع الی السلطان، وصحیح مسلم ج ۳، ص ۱۳۱۵ کتاب الحدود۔ قطع السارق الشریف وغیرہ والنھی عن الشفاعۃ فی الحدود، وابوداؤد، وابوداؤد کتاب ۳۷، باب ۱۶، ونسائی کتاب ۴۶، باب ۵۔۶، ومسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۵۱۔　۲۲۔ عبدالرزاق، المصنف، ج ا، ص ۱۸۸، حدیث ۱۸۷۷۳۔

۲۳۔ ابوداؤد، کتاب المراسیل (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، سن ندارد) ص ۲۷۔ نیز البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، (بیروت، لبنان، دار الفکر سن ندارد)، ج ۸، ص ۲۷۳، والنسائی، سنن النسائی، ج ۸، ص ۸۹ و حاکم، ابوعبداللہ، نیشا پوری، المستدرک (مکۃ المکرمۃ، دار الباز للنشر، سن ندارد) ج ۴، ص ۴۰۲

۲۴۔ دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی (دہلی، مطبعہ فاروق، سن ندارد) ج ۲، ص ۳۷۳

۲۵۔ امام مسلم صحیح مسلم، کتاب القسامۃ والمحاربین، باب ۵۴۵، حدیث ۴۲۴

۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب ۵۵۸، حدیث ۴۲۳۸　۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب ۵۵۸، حدیث ۴۲۴۴

۲۸۔ عبدالرزاق، مصنف، کتاب الحدود　۲۹۔ امام محمد بن حسن الشیبانی، کتاب الآثار، ص ۱۳۷

۳۰۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ۹۵۲، حدیث ۱۶۷۹۔ ۳۱ ایضاً حدیث ۱۶۸۱

۳۲۔ ایضاً باب ۹۵۳، حدیث ۱۶۸۴۔ ۳۳۔ اعظمی محمد ضیاء الرحمان، اقضیۃ الرسول، ص ۳۵۔۴۷